ابتدائیہ

محمد رحمت اللہ

النور کی نئی شرح

قارئین گرامی خوب جانتے ہیں کہ چالیس صفحات پر مشتمل النور اچھی کمپیوٹر کتابت، اپنے رنگین اور حسین ٹائٹل، عمدہ کاغذ اور طباعت کے ساتھ شائع ہو رہا ہے جس میں تیاری کے کئی مراحل پر مختلف اخراجات آتے ہیں۔ مدیر اور مضمون نگار حضرات کو کوئی اُجرت نہیں دی جاتی، ان کی طرف سے یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بغیر کسی معاوضہ کے انجام دئے جاتے ہیں۔ البتہ کتابت، کاغذ، پریس میں چھپائی، جلد بندی، اور رسائل کو لانے لیجانے میں ٹرانسپورٹ کے اخراجات ہر ماہ کا معمول ہیں۔ ڈاک سے جانے والے رسالوں پر ڈاک ٹکٹ کا مزید اضافہ ہوتا ہے جبکہ تمام رسالوں پر لفافہ بعض مرتبہ کاغذ کا، بعض مرتبہ پالی تھین (پلاسٹک) کا لگا دیا جاتا ہے جس پر اضافی خرچہ آتا ہے۔ اس سب کے باوجود سالہا سال سے ایک شمارہ کی قیمت دس روپے اور یکمشت سالانہ چندہ دینے کی صورت میں بارہ شماروں کا صرف ایک سو روپے وصول کیا جاتا ہے۔

سالہائے گذشتہ میں ہر چیز کمپیوٹر، پریس، کاغذ، طباعت اور مزدوری کے ریٹوں میں کس قدر اضافہ ہوا ہے سبھی لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ عالمی وبا کرونا کے بعد تو ان ریٹوں میں مزید تیزی آئی ہے۔ چنانچہ ماہنامہ ''النور'' پر بھی اس کا کافی بوجھ پڑ رہا ہے۔ عام مارکیٹ میں اس وقت النور سائز کے چوبیس صفحات پر مشتمل کتابچہ کی قیمت

دس سے پندرہ روپے کے درمیان رہتی ہے۔ چونکہ اس رسالہ کا مقصود تجارت نہیں بلکہ اشاعت وحفاظت دین ہے۔ اس لئے ریٹوں کے بڑھتے رہنے کے باوجود سالہا سال سے اس رسالہ کی قیمت میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ عام حالات میں اس صورت میں کوئی رسالہ اس طرح پر جاری نہیں رہ سکتا۔ مگر ہمارے بہت سے احباب ماہانہ قیمت یا سالانہ چندہ کے بجائے خصوصی تعاون دیکر اشاعت اور حفاظت دین کے اس کام میں معاون بنتے ہیں۔ مناسب سمجھا جا رہا ہے کہ اشاعت وحفاظت دین کا جذبہ رکھنے والے حضرات قارئین اس لائن سے بھی حصہ لیکر اجر دارین حاصل کریں۔

لہذا طے کیا جارہا ہے کہ اشاعت کی نئی جلد جو ہمیشہ مارچ سے شروع ہوتی ہے سے النور کے فی شمارہ کی قیمت پندرہ روپے کر دی جائے اور سالانہ چندہ یکمشت ادا کرنے والے حضرات کے لئے بارہ شماروں کی قیمت جو اس شرح سے ایک سو اسی روپے بنتی ہے کے بجائے ڈیڑھ سو روپے کر دی جائے۔ اور جو حضرات عمومی یا خصوصی تعاون کرتے ہیں وہ اپنی مرضی سے اس شرح سے ہٹ کر حسب سابق شرح یعنی دو سو یا پانچ سو روپے سالانہ تعاون کرتے رہیں یا جن کو توفیق ہو وہ ایک ہزار روپے یا اس سے زائد بھی حسب توفیق النور کو تعاون فرماتے رہیں۔ چاہے النور اردو والا حاصل کر رہے ہوں یا انگریزی۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرما کر قبولیت سے بھی نوازے کہ سب کچھ خیر کی توفیق اسی مالک حقیقی کی جانب سے ہے اور قبولیت بھی اسی کے عالی دربار میں اس کے فضل سے ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔

حضرت مولانا مفتی عبدالغنی ازہری رحمۃ اللہ علیہ

مؤرخہ ۲۶ رجمادی الثانیہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۹ رجنوری ۲۰۲۳ء جمعرات کوصبح یہ اطلاع ملی کہ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالغنی صاحب ازہری کا انتقال ہوگیا،

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی و کل شئی عندہ باجل مسمیٰ۔

حضرت مولانا مفتی عبدالغنی ازہری جن کو اب تک مدظلہ العالی کی دعا دی جاتی تھی اوراب رحمۃ اللہ علیہ لکھا جارہا ہے ہمارے درمیان نہیں رہے۔

مولانا موصوف نے طویل عمر پائی وہ دارالعلوم دیوبند کے قدیم فضلاء میں سے تھے۔ابتدائی تعلیم کشمیر میں ہی اپنے خاندانی علماء کرام سے حاصل کی، یہ تقسیم سے قبل کا زمانہ تھا۔ پھر مختلف علماء کرام سے مختلف مقامات پر فیض حاصل کیا۔اس کے بعد دارالعلوم دیوبند میں وقت کے اکابر سے کسب فیض کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بڑے بڑے حضرات اس ادارہ میں علوم ظاہری و باطنی سے تشنگانِ علوم کو سیراب کرتے تھے۔اس زمانہ میں حضرت مفتی صاحب بحیثیت طالب علم دارالعلوم دیوبند میں موجود تھے اللہ تعالی نے آپ کو اس عظیم ادارہ میں علم دین حاصل کرنے کی سعادت سے نوازا، ساتھ ہی ساتھ آپ کو اکابر کی توجہات بھی حاصل رہیں، دارالعلوم دیوبند سے آپ ۱۳۷۸ھ میں فارغ ہوئے۔آپ نے اپنی تعلیم کا زمانہ مکمل کرنے کے بعد پوری عمر کشمیر کے مختلف علاقوں میں علم دین کی اشاعت اور حفاظت میں صرف کی۔خود ہی نہیں بلکہ اپنی تمام اولاد کو آپ نے دین کی خدمت

****

میں ہی لگایا۔ ماشاء اللہ، آپ کے بچے حافظ اور عالم دین ہیں ان میں سے اکثر مختلف مدارس کے ذمہ داران ہیں۔

آپ کو جامع ازہر مصر میں بھی تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ میسر ہوا اس لئے آپ اپنے نام کے ساتھ کبھی کبھی ازہری کا اضافہ کیا کرتے تھے بعد میں آپ کو ازہری کے لقب سے ہی یاد کیا جاتا تھا۔ابتداء میں آپ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۳ء تک مدینۃ العلوم میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔اس وقت وہاں کے پرنسپل مولانا عبدالکبر صاحبؒ تھے۔اس کے بعد کشمیر یونیورسٹی میں آپ ۱۹۷۳ء میں شعبہ عربی کے استاذ مقرر ہوئے اور سن ۹۰ کی دہائی میں آپ اس یونیورسٹی کے شعبہ عربی میں رئیس کی حیثیت سے بھی رہے اور ۱۹۹۶ء میں ریٹائر ہوئے۔

دارالعلوم رحیمیہ سے مفتی صاحب مرحوم کو بالکل ابتداء سے خاص تعلق تھا۔ جب ادارہ کے سب سے پہلے حافظ کلام اللہ شریف کے ختم قرآن کی مجلس کا انعقاد مدرسہ کے قیام کے دوسرے سال یعنی سن ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹۸۱ء میں ہوا۔اس موقعہ پر مشہور نقشبندی بزرگ حضرت الحاج کوثر صاحب افغانی نقشبندیؒ بہ نفس نفیس اپنے خصوصی تعلق کی بنا پر بحیثیت صدر مجلس اور مہمان خصوصی تشریف آور ہوئے، راقم الحروف نے مدرسہ کی کمیٹی کو مفتی صاحب موصوف کا تعارف کرایا۔سبھی حضرات مفتی صاحب کو دعوت دینے پر متفق ہوئے، آپ اس وقت کشمیر یونیورسٹی میں شعبہ عربی کے استاد تھے۔ وہیں سے حضرت مفتی صاحب سیدھے دارالعلوم رحیمیہ جس کو اُس وقت مدرسہ اسلامیہ عربیہ بانڈی پورہ کے نام سے پہچانا جاتا تھا پہنچے اور اس خوش

****

نصیب حافظ کو آخری سبق عنایت فرما کر ختم قرآن کرایا اور حضرت الحاج کوثر صاحب نقشبندیؒ نے دعا کرائی۔ یہ ایک تاریخی مجلس تھی۔

مفتی صاحبؒ کئی بار کشمیر کے قافلہ حج کے امیر بنا کر بھیجے گئے۔ راقم السطور کے والد ماجدؒ بھی ایک سفرِ حج میں کشمیری حجاج کے قافلہ میں شریک تھے۔ اس زمانے میں سمندری جہاز کے ذریعہ سفر حج ہوا کرتا تھا اور قافلہ بھی لمبا ہوتا تھا۔ سفر میں دن بھی کافی خرچ ہوتے تھے۔ مفتی صاحبؒ اس سفر میں والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان کی خدمت میں حاضری دینے کا تذکرہ کرتے تھے۔ راقم الحروف کا وہ زمانہ طالب علمی کا تھا اس نسبت سے والد صاحب کے راقم کے لئے خصوصی دعا کی گذارش کرنے کو بہت دوہرایا کرتے تھے نیز والد صاحب کی سادگی کو عظمت کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ والد صاحب بغیر پڑھے لکھے سیدھے سادے آدمی تھے۔ البتہ زندگی بھر انہوں نے بہت سے مشائخ اور افسروں کی خدمت کی تھی خصوصاً اندرابی سادات کی جن کے واقعات وہ بہت ذکر کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مفتی صاحب کو صحت وقوت والا بدن اور تنومند جسم عطا فرمایا تھا۔ آواز بھی گرجدار تھی اور علم وعمل میں بھی نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ اسی طرح سے آپ کے مریدین اور متوسلین کی تعداد بھی کثیر ہے۔

اکابر دیوبند سے میراث میں روحانی نسبت ملنے کے نتیجہ میں آپ کا بیعت وارشاد کا سلسلہ بھی قائم تھا۔ آپ نے بھی مختلف خانقاہوں میں کسب فیض کیا اس لئے یہ سلسلہ آپ کے شاگردوں میں اور آپ کے مریدین میں بھی جاری ہے اور

خود آپ کے یہاں ذکر واذکار اور خانقاہی نظام کا یہ سلسلہ اخیر عمر تک قائم رہا۔

علمی دینی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ آپ نے ملی میدان میں بھی کام کرنے کی کوشش کی۔ جب برصغیر میں انگریزوں کا غلبہ تھا اس وقت تقریباً سن انیس سو انیس عیسوی (۱۹۱۹ء) میں تمام علماء دین نے مل کر جمعیت علماء کی بنیاد رکھی جس کا مقصد مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت اور انگریز سامراج کے اسلام کے خلاف کرنے والے تمام حربوں کو ناکام بنانا تھا چنانچہ اس زمانہ میں حضرت شیخ الہندؒ اور ان کے شاگردوں میں تقریباً سبھی لوگ یہی جذبہ لئے رہتے تھے اور ہر طرف سے اس قسم کی کوششیں ہوتی تھیں جن سے اسلام کا تحفظ اور اسکی حفاظت ہو اور اس کے ساتھ ساتھ انگریزوں اور نصرانیوں کی سازشوں سے نمٹنے کی تدابیر پر غور وخوض ہوتا تھا۔ حضرت شیخ الہندؒ کے شاگردوں میں دار العلوم دیوبند کی مسند حدیث پر جلوہ افروز ہونے والے تمام ہی اکابر چاہے وہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ ہوں یا شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ یا شیخ فخر الدین رحمھم اللہ تعالیٰ سبھی اسی جذبے سے سرشار تھے اور ان سب کے شاگرد بھی جہاں کہیں تشریف لے جاتے، اس جذبے کو قائم بھی کرتے اور پھیلاتے بھی تھے۔ ۱۹۱۹ء میں ہندوستان میں جمعیت علماء کی بنیاد پڑی، تو اکابر علماء سبھی اس سے وابستہ ہوگئے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا خطبہ صدارت جو انہوں نے جمعیت علماء ہند کے سالانہ اجلاس پشاور میں دیا مشہور و معروف اور مکمل مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔ یہ تاریخی بات ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کے پشاور کے دو خطبہ صدارت نہایت وقیع اور معروف ہیں، ایک حضرت علامہ انور شاہ

کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ صدارت جبکہ وہ اس وقت ام المدارس دارالعلوم دیوبند کی مسند حدیث پر بطور شیخ الحدیث فائز تھے اس مشہور علمی خطبہ صدارت میں انہوں نے دارالاسلام و دارالحرب کی بحث کے ضمن میں دارالامن کے سلسلہ میں کافی بحث فرمائی تھی جو قابل مطالعہ ہے۔ دوسرا خطبہ صدارت اس کے کافی عرصہ بعد جمعیت علماء ہند کے اجلاس میں ہی حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا ہے اس وقت آں محترم ام المدارس مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے اہتمام کے اہم منصب کی زینت تھے۔ اس وقیع خطبہ صدارت میں انہوں نے ایسے وجوہ اور اسباب کو تفصیل سے بیان کیا تھا جن کی بنا پر استخلاصِ وطن کی جدوجہد ضروری بنتی ہے۔ یہ مدلل علمی بیان اسلامی آزادی کے نام سے طبع شدہ موجود تھا اور نہایت مفید مطالعہ ہے۔

الحاصل اس دور میں مادر علمی میں ان اکابر گرامی مرتبت سے فیض حاصل کرنے والے فرزندان خوش نصیب وہاں سے یہی جذبہ لیکر اپنے اپنے علاقوں میں جا کر میدان عمل میں سرگرم رہتے تھے اور اس کا علمی اظہار ان حضرات کی جانب سے جمعیۃ علماء قائم کرنے سے ہوتا تھا۔ اسی لئے کشمیر میں بھی وہاں سے مستفید ہونے والے حضرت میرواعظ مولانا محمد یوسفؒ نے ۱۹۲۱ء میں جمعیت علماء کی بنیاد رکھی، اس وقت یہاں پر جمعیۃ علماء کے سکریٹری مفتی اعظم کشمیر مفتی محمد قوام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بنائے گئے تھے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد کشمیر میں اس تنظیم جمعیۃ علماء جموں کشمیر کی سرپرستی میں انجمن تحفظ اسلام کی

****

طرف سے ان حضرات نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار میں ایک رسالہ الانور نام سے ۱۳۵۲ ہجری میں جاری کیا تھا جس کا پہلا شمارہ راقم الحروف کو گرامی قدر مولانا شوکت حسین کینگ صاحب قبلہ نے مورخہ ۲ ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ چہار شنبہ کو عنایت فرمایا۔ اڑتالیس صفحات پر مشتمل اس رسالہ میں اس وقت کے جید علماء کرام حضرت مولانا مفتی قوام الدین صاحب، حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب وترہیلی اور حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب بانڈی پورہ کے مضامین بھی ہیں۔ اور دوسرا باب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مراثی پر مشتمل ہے۔ جس میں خواجہ سعد الدین صاحب سید نقشبندی خواجہ بازار نیز خواجہ محمد امین صاحب درابو اور جناب قادر شاہ صاحب درویش قادری کے علاوہ پیر قادر شاہ آثم ملارٹہ، ملا اسد اللہ صاحب اسد کلاشپوری اور جناب سید مبارک شاہ فطرت گیلانی کے کہے ہوئے مرثیے شامل ہیں۔ جناب مولانا محمد نور الدین اختر صاحب اس رسالہ کے مدیر تھے۔

اس کے کافی عرصہ بعد (یعنی تقسیم ملک کے بعد ستر اور اسّی کی دہائی میں) جب مفتی عبدالغنی ازہریؒ تکمیل علوم کے بعد کشمیر پہونچے انہوں نے بھی اپنے زمانہ میں جمعیت علماء کی بنیاد ڈالی۔ موصوف خود اس کے صدر الصدور تھے اور انہوں نے بہت سے علماء کو اس تنظیم کے ساتھ جوڑا۔ سن انیس سو اسی عیسوی میں اجلاس صد سالہ کے موقعہ پر دارالعلوم دیوبند میں پوری دنیا سے دارالعلوم دیوبند کے فضلاء حاضر تھے۔ اس موقعہ پر تمام کشمیری فضلاء دیوبند میں حضرت علامہ انور

****

شاہ کشمیریؒ کے آستانے کے قریب واقع مسجد خانقاہ میں جمع ہوئے وہاں پر انہوں نے پھراس کوشش کو زندہ کیا چنانچہ جمعیت علماء اسلام کے نام سے پھر یہ تنظیم قائم ہوئی اور ازہری صاحب اس کے صدر قرار پائے بعد میں بھی مولانا موصوف اس سلسلے میں مختلف کوششیں کرتے رہے اور کسی نہ کسی طریقے پر آپ مختلف نوع سے کاموں کو آگے بڑھاتے رہے۔ اکابر کے ورثہ سے ملی ہوئی ان کی اسی عزیمت و ہمت اور تسلسل کے ساتھ نامساعد حالات کے ماحول میں ان کی ان ہی خدمات اور کوششوں کے نتیجے میں جموں وکشمیر کے سینکڑوں علماء کرام کی موجودگی میں جب راقم الحروف نے موصوف کا اسم گرامی بطور امیر شریعت تجویز کیا تو سبھی حضرات نے بہ یک آواز اس پر اتفاق کیا۔ اور وہ حیات کے آخری دم پر اس عہدہ پر فائز رہے۔

مفتی صاحب اگرچہ کافی عمر رسیدہ تھے لیکن ان کے یہ جذبات کافی جوان تھے۔ اس باب میں جب کوئی بات ہوتی تو مفتی صاحب کا جذبہ دیدنی ہوتا ہے۔ وہ صاف بات کہتے اور اس میں کسی کی ناراضگی اور ناگواری کی پرواہ نہ کرتے۔

مفتی صاحب بڑے تھے اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے تھے۔ راقم الحروف کے ساتھ ان کی شفقت بہت کافی تھی۔ جب بھی حاضر خدمت ہوتا تو روحانی ضیافت بھی فرماتے اور چائے ناشتہ کے بغیر کبھی واپس نہ ہونے دیتے۔ اس ناکارہ کی عادت تھی کہ جموں ہو یا سہارنپور جب بھی کہیں سفر ہوتا تو کسی واقف کار سے ان کی موجودگی معلوم کراتا اور اطلاع دیئے بغیر اچانک ان کی خدمت میں حاضر ہوتا، بعض مرتبہ کئی رفقاء بھی ساتھ میں ہوتے۔ بغیر اطلاع پہنچنے سے مقصود یہ ہوتا تھا کہ وہ

****

کوئی انتظام اور تکلف نہ فرماسکیں لیکن کسی بھی مرتبہ یہ یاد نہیں کہ انہوں نے اچانک پہنچنے پر اطلاع نہ کئے جانے کا شکوہ کیا ہو یا پھر اس بہانے سے جلدی واپس جانے کی اجازت دی ہو بلکہ لامحالہ انتظام کرانے تک ان کی خدمت میں رکنا پڑتا اور بعد فراغت از ناشتہ وہاں سے رخصت ہونے کی اجازت ملتی۔ بلکہ اگر گفتگو ادھوری رہتی تو رفقاء کو ناشتہ سے فراغت پر فرماتے آپ لوگ چل کر انتظار کریں ہم کچھ بات کرنے کے بعد حاضر ہوتے ہیں۔ گفتگو سے فراغت پر تب رفقاء کو دوبارہ بلا کر سلام ومصافحہ کے بعد رخصت کرتے تھے اور واپس جانے کی اجازت دیتے۔

مفتی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جامعہ ازہر مصر جانے کے بعد میں نے شافعی مسلک اختیار کرلیا تھا۔ ہم لوگ بطور چھوٹے ہونے کے طفلانہ حرکت بچوں کے انداز سے یہی کرتے کہ ان سے برملا کہتے کہ ہم آپ کے اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ آپ اصلاً حنفی ہیں، ضرور بڑے لوگوں میں سے ہیں مگر یہاں کے آپ سے سارے ہی وابستہ حضرات حنفی ہیں۔ آپ کے شافعی بننے سے ان کو حرج اور تذبذب ہوگا۔ وہ بحث ومباحثہ سے گریز کرتے اور کبھی یہ محسوس نہیں ہونے دیتے کہ وہ ہماری گفتگو کو سنجیدگی سے لے رہے ہیں اور نہ ہی اظہار ناراضگی کرتے بلکہ ایسے بن جاتے جیسے کہ انہوں نے سنا ہی نہیں اور دوسری گفتگو شروع کرکے بات کو ٹال دیتے تھے۔ کسی خفگی کا اظہار نہ کرتے۔

ذاتی طور پر سارے ہی اکابر چاہے مظاہر علوم سہارنپور کے ہوں یا دارالعلوم دیوبند کے یا ندوۃ العلماء لکھنو کے موصوف ان سے عقیدت بھی رکھتے اور

****

متعلق بھی بلکہ اپنی بعض اولادکوسہارنپور میں داخلہ کرا کے تعلیم کی تکمیل کرائی۔بعض کو ندوۃ العلماءلکھنومیں اور بعض کودارالعلوم دیوبند میں۔

سالہا سال قبل استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد حسین بہاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشمیر تشریف لائے تو مفتی صاحب نے بہت اہتمام سے ان کو دعوت دی۔ ان کولیکر جب راقم الحروف موصوف کے مدرسہ دارالعلوم ازہریہ واقع تکیہ وہاب کھار شار حاضر ہوا تو مفتی صاحب نے زبردست استقبال کیا۔طلبہ صفیں بنائے ہوئے قطاروں میں استقبال کے لئے کھڑے تھے اور ان طلبہ کے بلند آواز سے دئے جانے والے نعروں ’’آدھی روٹی کھائیں گے،سنت کو بچائیں گے،اسلام کو بچائیں گے‘‘ سے دائیں بائیں کے اونچے اور سبزہ سے بھرے پہاڑ گونج رہے تھے۔اس کے کچھ سال بعد اسی طرح سے حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کشمیر تشریف لائے،تو آپ نے پھر اصرار کر کے ان کا نظام بنوایا۔ جب ہم حضرت کولیکر ان پہاڑوں کے درمیان میں واقع اس مدرسہ میں پہنچے تو اسی طرح نعروں سے بھرپور پر جوش استقبال ہوا۔حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ چونکہ مادرعلمی دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم تھے اور حضرت شیخ الحدیث صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بھی، نے اس پر اپنے تحفظات کا اظہار فرمایا اور سادگی کی ہدایت فرمائی مگر مفتی صاحب مرحوم اپنے جذبات پر قائم رہے اور احترام واکرام کے ساتھ ان دونوں مواقع پر نہایت عظیم الشان ضیافتوں کا اہتمام فرمایا۔

چند سال قبل سہارنپور حاضری کے موقعہ پر راقم الحروف مظاہر علوم میں

****

حضرات اکابر سے ملاقات کر کے فارغ ہوا تو اپنے میزبان حاجی نوشہ صاحب اور ان کے رفقاء نے سہارنپور کے قریب ہماچل پردیش کے پہاڑی علاقہ میں پاونٹہ صاحب نامی قصبہ تک جانے کا نظام بنایا۔راستہ میں تمام رفقاء کے ساتھ بادشاہی باغ مفتی صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے حاضری دیدی گئی۔مفتی صاحب نے اہتمام سے ہمیں وہاں روک کر سب رفقاء کوناشتہ کراتے کراتے ہی طلبہ کومسجد شریف میں جمع کرایا۔ناشتہ سے فراغت پر اس ناکارہ کوان طلبہ میں گفتگو کا حکم دیا۔ بعد میں جب طلبہ کا تعارف کرایا تو اس طور پر اعلان فرمایا۔ ہماچل پردیش سے تعلق رکھنے والے طلبہ سامنے آجاؤ۔ وہ طلبہ آئے تو پھر اعلان کیا کہ ہریانہ والے آجاؤ۔ اسی طرح پنجاب پھر جموں والے طلبہ کو بلا کر دکھایا۔اورنہایت دردمندی کے ساتھ فرمایا۔مولانا! ہماری برادری صرف مویشی پالنے سے دلچسپی رکھتی ہے انکو بچوں کی تعلیم وتربیت سے غرض نہیں۔ میں نے اس جگہ پر یہ مدرسہ بنایا۔یہاں کئی ریاستوں پنجاب، ہماچل، ہریانہ اور جموں کے علاقہ میں بسنے والے ہماری برادری بکروال ہو ں یا گوجر۔مویشی پالنے والے لوگوں کے بچوں کو آنے میں سہولت ہوگی چنانچہ یہ تمام علاقوں کی نمائندگی آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور واقعی مفتی صاحب اس کوشش میں کامیاب ہوگئے۔ان کے لئے اس بات کا کوئی فکر نہیں تھا کہ کوئی بچہ کتنا ہی کم پڑھ لے یا زیادہ۔ بلکہ فکر یہ تھا کہ یہ کچھ نہ کچھ لیکر جائے۔ چاہے کتنا ہی کم رہنا اس کا مقدر ہو۔چنانچہ محسوس ہوتا ہے کہ اسی نسبت سے انہوں نے اپنی اولادوں کو الگ الگ علاقوں میں مدارس قائم کر کے دئے اور خود اپنی نگرانی میں تعمیرات اور تعلیم کے نظام کو

****

آگے بڑھانے کی سعی کی۔

حضرت مفتی صاحب کا قیام کئی بار معلوم ہوا کہ جموں میں ہے تو اپنے رفیق گرامی مولانا مفتی محمد عنایت اللہ قاسمی امام وخطیب جامع مسجد شریف جموں کے ساتھ خدمت میں حاضری ہوئی۔ بے تکلف ملاقات، سادہ پر تواضع شفقت اور توقعات وامید سے ملے جلے جذبات کے ساتھ گفتگو پھر اہتمام سے تیار کرایا ہوا ناشتہ اور رخصت واجازت کے وقت اتنے بڑے ہونے کے باوجود درخواست دعا ابھی تک آنکھوں میں سمائی ہوئی ہے۔

سال گذشتہ معلوم ہوا مفتی صاحب کشمیر تشریف لائے ہوئے ہیں جمعہ کا دن تھا۔ سرینگر کے قریب کہیں احقر کا بیان تھا وہاں سے براہ راست موصوف کی قیام گاہ پر مدرسہ ازہریہ تکیہ وہاب کھار شار حاضر ہوا۔ اب یہ مدرسہ نئی عمارت کشادہ صحن اور عالیشان منظر کے ساتھ پہاڑوں اور سبزہ زار درختوں کے درمیان نیا ہی منظر پیش کر رہا ہے لیکن ان دنوں مفتی صاحب صحت کے اعتبار سے کمزور ہونے کی بنا پر بستر پر ہی تھے، اس لئے پلنگ کے سامنے کرسی رکھوا کر گفتگو شروع فرمادی۔ موجودہ مشینی دور کے آلات کی سہولت اور ابتلاء کے امتزاج میں بعض چیزیں ناپسندیدہ بھی انگیز کرنی پڑتی ہیں۔ مزاج پرسی، عیادت گفتگو سے فارغ ہو کر گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہی ہوئے تھے کہ ساتھیوں نے واٹساپ پر مفتی صاحب کی اور میری نشست کی بلکہ ناشتہ کی پلیٹوں تک کی تصویریں دکھلا دیں۔ تعجب ہوا کہ دور حاضر کے لاپرواخدام و طلباء دیگر لوگوں کی طرح ان چیزوں کو بھی تفریح طبع کا سامان بناتے ہیں۔ بہرحال

****

یہ قرب قیامت کی علامتوں میں سے ہے۔

جب حضرت مفتی صاحب کی شریک حیات کے انتقال کی خبر آئی۔ دارالعلوم کوثریہ ہارون سرینگر میں مفتی صاحب موصوف کا قیام تھا۔ تعزیت کے لئے حاضری ہوئی۔ انتقال کے واقعہ پر کئی دن گزر چکے تھے پھر بھی تعزیت کرنے والوں کا سلسلہ ابھی جاری تھا۔ اس بار مفتی صاحب خاموش خاموش ہی تھے۔ ہم لوگوں نے تعزیت اور ایصال ثواب کیا، اتنے میں عصر کی اذان ہوئی۔ مدرسہ کی مسجد شریف میں ہم نے نماز ادا کی، اب مفتی صاحب اتنے کمزور ہو چکے تھے کہ مسجد شریف تشریف نہیں لا سکے شاید مزید صدمہ کا بھی اثر تھا۔ محسوس ہو رہا تھا کہ مفتی صاحب جیسے مضبوط آدمی بھی دن بدن اس اٹل فیصلہ کی جانب کوچ کر رہے ہیں جو اس عالم میں آنے والے ہر ایک متنفس کے لئے چاہے چھوٹا ہو یا بڑا۔ مضبوط ہو یا کمزور، لابدی اور ضروری ہے۔

معلوم ہوا کہ ان آخری ایام میں مفتی صاحب بہت زیادہ بیمار نہیں رہے نہ ہی صاحب فراش ہوئے۔ البتہ آخری ایام میں چند دن سرینگر صورہ ہسپتال میں رہے۔ سفر کا تقاضا کیا جموں پہنچے وہاں طبیعت خراب ہوئی اور ایک دن جموں ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ چند گھنٹہ کے اندر ہوش آیا پھر واپس سہارنپور پہنچانے کا تقاضا کیا۔ سہارنپور پہنچ کر ہسپتال میں داخل ہوئے، اگلے دن صبح دس بجے کے آس پاس جان جان آفریں کے سپرد کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے کئی مدارس کی بنیاد بھی ڈالی۔ آپ ان مدارس میں خود بھی دینی

****

خدمات انجام دیتے رہے اور سرپرستی بھی فرماتے رہے۔ جب کشمیر میں حالات نے سخت رخ اختیار کیا اور ہر طرف سے مسائل پیدا ہوگئے۔ ایسے میں ایک وقت ایسا بھی آیا جب بندوق کا دور دورہ ہوا۔ اس زمانہ میں آپ کشمیر یونیورسٹی میں ہی کام کرتے تھے بدقسمتی سے شہر سرینگر میں یونیورسٹی سے واپس آتے ہوئے آپ پر فائرنگ کی گئی، جس سے آپ زخمی ہوگئے اس کے بعد آپ نے جموں کشمیر سے عارضی طور پر ہجرت کی۔ کشمیر سے باہر آنے کے بعد بھی آپ نے سہارنپور سے اوپر بادشاہی باغ نامی جگہ میں ایک بہت بڑا مدرسہ قائم کیا عالیشان مسجد بھی تعمیر کی اور اخیر عمر تک وہاں خدمت دین انجام دیتے رہے۔ بادشاہی باغ سہارنپور کے اس مدرسہ میں آپ کے دوسرے فرزند مولانا عبدالعلیم صاحب اور چھوٹے فرزند قاری علی محمد صاحب بھی خدمت میں مشغول ہیں۔ آپ کی پانچ بیٹیاں بھی ہیں جو سب کی سب اللہ تعالی نے نیک صالح بنائی ہیں، اللہ سب کو اپنا سایہ عطا فرمائے۔

سن انیس سو اناسی (۱۹۷۹ء) میں دارالعلوم رحیمیہ قائم ہوا۔ اس وقت کشمیر میں چند ہی مدارس تھے۔ مرحوم مفتی صاحب مدرسہ مدینۃ العلوم سرینگر میں تدریس سے فراغت حاصل کرکے اب کشمیر یونیورسٹی میں ملازم ہو چکے تھے۔ راقم الحروف نے کشمیر میں موجود مدارس کے ذمہ داروں کو جو بہت قلیل مقدار میں تھے۔ اس بات پر آمادہ کیا کہ موصوف چونکہ قدیم عالم دین ہیں اور اکابر سے فیض یافتہ ہیں، دوسری کوئی ایسی شخصیت یہاں میسر نہیں اس لئے مدارس کے جلسوں میں ان کو دعوت دینے کی ضرورت ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اہل مدارس نے اس بات کی اہمیت کو سمجھا اور

****

سب سے پہلے دارالعلوم رحیمیہ کے پہلے جلسہ میں آپ کو مدعو کرلیا گیا پھر جملہ مدارس نے موصوف کو اپنے اداروں میں لانے کا سلسلہ شروع کیا۔ الحمدللہ یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا اور اس کا نفع سبھی حضرات نے محسوس کیا۔ خود مفتی صاب نے یونیورسٹی سے ریٹائر ہونے کے بعد مستقل طور سے اس مشن کو جاری رکھا اور نہ صرف کشمیر بلکہ جموں اور بعد میں نزدیکی ریاستوں تک ان کے ذریعہ ان کی یہ خدمات پہنچیں۔ اور یہ سلسلہ کافی بڑھا۔

بادشاہی باغ سہارنپور کے زمانہ قیام میں آپ نے وہاں کے قرب وجوار میں قائم مدارس کے ساتھ بھی جو محبت اور شفقت کا تعلق قائم رکھا، اس کا اثر اس وقت دیکھنے کو ملا جب آپ کی وفات کے موقعہ پر لوگوں کا جم غفیر جنازہ کے لئے آتے وقت ان مختلف مدارس میں نماز، ضروریات اور وضو کے لئے رکتا گیا تو سب کو آپ کا مداح پایا اور سب اہل مدارس آپ کی وفات پر افسوس کررہے تھے۔

جنازہ میں عامۃ المسلمین کا ہجوم بھی آپ کی قبولیت کا آئینہ دار ہے۔ مفتی صاحب موصوف اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ لیکن ان کا عظیم مشن اور ان کے لگائے ہوئے مدارس اور ان کی دی ہوئی رہبری ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سلسلے کو مزید آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے اور موصوف کے درجات بلند فرمائے۔

آسمان تیری لحد پر شبنم الف فشانی کرے
سبزۂ نورستہ تیری نگہبانی کرے

****

اسباق تفسیر

احکام اسلامیہ کا بیان

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝

آج حلال ہوئیں تم کو سب ستھری چیزیں اور اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے، اور حلال ہیں تم کو پاک دامن عورتیں مسلمان اور پاک دامن عورتیں ان میں سے جن کو دی گئی کتاب تم سے پہلے، جب دو ان کو مہر ان کے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی کرنے کو اور جو منکر ہوا ایمان سے تو ضائع ہوئی محنت اس کی اور آخرت میں وہ ٹوٹے والوں میں ہے۔

خلاصہ تفسیر

آج (تم پر جیسے دینی ابدی انعام ہوا کہ اکمال دین سے مشرف کئے گئے۔ اسی طرح ایک معتد بہ دنیوی ابدی انعام بھی ہوا کہ) تمہارے لئے حلال چیزیں (کہ اس سے پہلے حلال کر دی گئی تھیں ہمیشہ کے لئے) حلال رکھی گئیں (کہ کبھی منسوخ نہ ہوں

گی)...... اور پارسا عورتیں بھی جو مسلمان ہوں (تم کو حلال ہیں) اور (جیسا مسلمان عورتوں کا حلال ہونا یقینی ہے اسی طرح) پارسا عورتیں ان لوگوں میں سے بھی جو تم سے پہلے کتاب (آسمانی) دیئے گئے ہیں (تم کو حلال ہیں) جب تم ان کو ان کا معاوضہ دے دو (یعنی مہر دینا گو شرط نہیں مگر واجب ہے اور عورتیں مذکورہ جو حلال کی گئی ہیں تو) اس طرح سے کہ تم (ان کو) بیوی بناؤ۔ (یعنی نکاح میں لاؤ جن کی شرطیں شرع میں معلوم ہیں، نہ تو علانیہ بدکاری کرو اور نہ خفیہ آشنائی کرو (یہ سب احکام شرعیہ ہیں جن پر ایمان لانا فرض ہے) اور جو شخص ایمان (لانے کی چیزوں) کے ساتھ کفر کرے گا (مثلاً حلال قطعی کی حلت کا یا حرام قطعی کی حرمت کا انکار کرے گا) تو اس شخص کا (ہر نیک) عمل غارت (اور اکارت) جاوے گا اور وہ شخص آخرت میں بالکل زیاں کار ہوگا۔ (بس حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام سمجھو۔)

معارف ومسائل

سورۂ مائدہ کی پہلی آیت میں بہیمۃ الانعام یعنی پالتو جانور، بکری، گائے، بھینس وغیرہ کا حلال ہونا بیان فرمایا گیا ہے اور تیسری آیت میں نو قسم کے حرام جانوروں کی تفصیل ہے مگر اس تفصیل سے اس کے ابتدائی جملہ میں اس پورے باب کا خلاصہ اس طرح بیان فرما دیا ہے کہ اس میں جانوروں کی حلت وحرمت کا خاصہ بھی معلوم ہوگیا۔ اور اس کا ایک معیار واصول بھی۔

ارشاد ہے: اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ یعنی آج تمہارے لئے حلال ہوئیں سب صاف ستھری چیزیں۔ آج سے مراد وہ دن ہے جس میں یہ آیت اور اس

سے پہلی آیات نازل ہوئی ہیں۔یعنی حجۃ الوداع ۱۰ھ کا یوم عرفہ۔مطلب یہ ہے کہ جیسے آج تمہارے لئے دین کامل مکمل کر دیا گیا۔اور اللہ تعالیٰ کی نعمت تم پر مکمل ہوگئی۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ چیزیں جو پہلے بھی تمہارے لئے حلال تھیں، دائمی طور پر حلال رکھی گئیں۔اور ان کے منسوخ ہونے کا احتمال ختم ہوا۔کیونکہ سلسلہ وحی ختم ہونے والا ہے۔

اس جملہ میں طیبات حلال ہونے کا بیان ہے اور ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے۔ يحل لهم الطيبت و يحرم عليهم الخبائث۔ یعنی حلال کرتا ہے ان کے لئے طیبات اور حرام کرتا ہے ان پر خبائث۔اس میں طیبات کے بالمقابل خبائث لاکر ان دونوں لفظوں کی حقیقت واضح کر دی گئی۔

لغت میں طیبات صاف ستھری اور مرغوب چیزوں کو کہا جاتا ہے۔اور خبائث اس کے بالمقابل گندی اور قابل نفرت چیزوں کے لئے بولا جاتا ہے۔اس لئے آیت کے اس جملہ نے بتلا دیا کہ جتنی چیزیں صاف ستھری مفید اور پاکیزہ ہیں وہ انسان کے لئے حلال کی گئیں،اور جو گندی قابل نفرت اور مضر ہیں وہ حرام کی گئی ہیں۔وجہ یہ ہے کہ انسان دوسرے جانوروں کی طرح نہیں ہے کہ اس کا مقصد زندگی دنیا میں کھانے، پینے، سونے، جاگنے اور جینے مرنے تک محدود ہو۔اس کو قدرت نے مخدوم کائنات کسی خاص مقصد سے بنایا ہے اور وہ مقصد اعلیٰ پاکیزہ اخلاق کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔اسی لئے بد اخلاق انسان درحقیقت انسان کہلانے کے قابل نہیں۔

****

اسباق حدیث

حدیث کے اصلاحی مضامین

افادات: حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

نبوت وہبی ہے اور صدیقیت کسبی ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں سب سے اونچا وصف تو ہے نبوت۔نبوت اور رسالت تو وہ مقام ہے کہ جس میں آدمی کے کسب اور ریاضت کو دخل نہیں یعنی آدمی اپنا کوئی عمل اور محنت کر کے نبوت کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا، کوئی آدمی کتنی ہی محنت کرے، کتنے ہی مجاہدے کرے، وہ نبی نہیں بن سکتا۔یہ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس کو چاہیں عطا فرماتے تھے۔یہ وہبی چیز تھی، کسبی نہیں۔یعنی آدمی کی کمائی، عمل اور محنت کو اس میں دخل نہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔یہ سب سے اونچا مقام ہے جو ایک انسان کو حاصل ہوسکتا ہے۔

نمبر دو پر جو مقام ہے وہ صدیقیت کا۔یہ وہ مقام ہے کہ اس میں آدمی کے کسب اور ارادے کو دخل ہے، آدمی محنت مجاہدہ اور ریاضت کے ذریعہ سے اس مقام کو حاصل کر سکتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال ہو تو یہ کوئی ایسا مقام نہیں ہے کہ جس کو آدمی حاصل نہ کر سکے۔اس کا دروازہ آج بھی کھلا ہوا ہے اور قیامت تک کے لئے کھلا رہے گا۔لہذا جو دوسرے نمبر کا مقام ہے جس کو ایک انسان حاصل کر سکتا ہے وہ یہی صدق کا ہے اور اسی صدق کو جب ترقی ہوتی ہے تو صدیقیت کے مقام پر آدمی پہنچتا ہے، اسی لئے اس کا بڑا اونچا مرتبہ ہے۔

****

صدق کے متعلق قرآن کریم کی آیتیں

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں ایک آیت پیش کی: یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو یعنی جو اپنی بات کے بھی سچے، کام کے سچے، ارادے کے بھی سچے ہوں، جن کی ہر چیز میں سچائی جھلکتی ہو، ایسوں کے ساتھ رہو، تو ان شاء اللہ تمہارے اندر بھی یہ وصف آجائے گا۔

دوسری آیت پیش کی: والصادقین والصادقات، یہ سورۂ احزاب کی آیت ہے (ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض اہل ایمان عورتوں کی طرف سے یہ شکوہ وشکایت کی گئی کہ قرآن پاک میں مردوں ہی کا تذکرہ ہوتا ہے عورتوں کا تو تذکرہ ہوتا ہی نہیں، اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورتوں کی دلجوئی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی جس میں ان اوصاف کو ذکر کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں آدمی کے لئے قرب ونزدیکی کا باعث ہوتے ہیں، اس میں اسلام وایمان کے ساتھ ہی صدق کا بھی تذکرہ ہے کہ سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں یا جو اپنے کام میں بھی سچے، ارادے وعزم کو پورا کرنے میں بھی سچے ہوں، ایسے مردوں اور ایسی عورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

تیسری آیت ہے: فلو صدقوا اللہ لکان خیرا لھم۔ شروع میں جو میں نے کہا تھا کہ عزم اور ارادے کی سچائی بھی مطلوب ہے اسی کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ آیت سورۂ محمد کی ہے جس میں یہ بتایا گیا کہ بعض لوگوں نے تمنا کی تھی کہ

****

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر جہاد کا حکم نازل ہوا، تو ہم اس حکم پر پورے طریقے سے عمل کریں گے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک عہد اور عزم کیا۔ لیکن جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو پیچھے ہٹنا شروع کر دیا اور کمزور ثابت ہونے لگے، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی، باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا عہد کرتے اور جو عزم کیا تھا اس کے مطابق عمل کرتے، تو یہ ان کے لئے بڑی اچھائی اور خوبی کی بات ہوتی۔

کون صدیقیت کے مقام پر نہیں پہنچ سکتا؟

بہت سی مرتبہ آدمی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے دل میں کچھ عہد کرتا ہے جیسا کہ ابھی میں نے مثال کے طور بتلایا تھا کہ تجارت میں اگر نفع ہوگا تو اتنی رقم خرچ کریں گے یا بہت سی مرتبہ آدمی بیمار ہوتا ہے تب دل میں یوں ارادہ کرتا ہے کہ بہت سے دوستوں نے کہا تھا کہ چلہ میں نکلو اب جب بیمار ہوئے اور دیکھا کہ حالت بہت خراب ہے تو دل میں ارادہ کرلیا کہ جب میں تندرست ہو جاؤں گا تو چلہ ضروری دوں گا، اور جب تندرست ہوئے تو نہیں گئے، یا اسی طرح اور کوئی کارِ خیر کے متعلق ہوتا ہے، تو جتنے بھی اس طرح کے ارادے آدمی اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا بھی مطالبہ ہوگا، اگرچہ ظاہری طور پر اس کا کوئی مطالبہ نہیں کیا جائے گا، یہ کوئی واجب نہیں ہے، لیکن ایک آدمی جب خالص دل سے ارادہ کرے تو اس کو پورا کرنا چاہیے، اس عزم میں سچا ہونا چاہیے ورنہ یہ بھی ایک طرح کا جھوٹ ہے اور ایسا آدمی کبھی صدیقیت کے مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔

****

نعت

حضرت مولانا فریدیؒ

عظمت مصطفیٰ پہ تو جان کو بھی نثار کر
بن کے غلامِ شاہِ دیں عشق کو اختیار کر
آئینہ عمل میں دیکھ عکسِ جمالِ اتقیا
حسنِ خلوص کو دکھا زلفِ یقیں سنوار کر
امتِ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ کیوں ہیں یہ سرد مہریاں
کہتی ہے مومنوں سے آج روحِ عمرؓ پکار کر
کرمک شمع سے تو سیکھ عشق کی گرم جوشیاں
طوفِ حریم مصطفیٰ ﷺ شوق سے بار بار کر

تفصیل واقعۂ معراج

(سیرۃ المصطفیٰ از حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ)

قال الله عز و جل سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (ترجمہ) پاک ہے وہ ذات جو اپنے خاص بندہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے ایک قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس سے اصل مقصود یہ تھا کہ آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی اور وہاں کی خاص خاص نشانیاں آپ کو دکھلائیں۔ جن کا کچھ ذکر سورہ نجم میں فرمایا ہے کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے اور وہاں جنت وجہنم و دیگر عجائب قدرت کا مشاہدہ فرمایا۔ تحقیق اصلی سننے والا اور اصلی دیکھنے والا حق تعالیٰ ہے وہی جس کو چاہتا ہے اپنی قدرت کے نشانات دکھلاتا ہے اور پھر وہ بندہ اللہ کی تبصیر سے دیکھتا ہے اور اللہ کے اسماع سے سنتا ہے۔

اصطلاح علماء میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کو اسراء کہتے ہیں اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیر کو معراج کہتے ہیں اور بسا اوقات اول سے آخر تک کی پوری سیر کو اسراء اور معراج کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ معراج کو معراج اس لئے کہتے ہیں کہ معراج کے معنی سیڑھی کے ہیں۔ مسجد اقصیٰ سے برآمد ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جنت سے ایک سیڑھی لائی گئی جس کے

ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر چڑھے جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس سیڑھی کا ذکر آیا ہے۔ قرآن کریم میں تو یہ واقعہ اسی قدر اجمالاً مذکور ہے البتہ احادیث میں اس کی تفصیل آئی ہے جن کا خلاصہ یہ ہے:

ایک شب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ہانی کے مکان میں بستر استراحت پر آرام فرما رہے تھے، نیم خوابی کی حالت تھی کہ یکایک چھت پھٹی اور چھت سے جبریل امین علیہ السلام اترے اور آپ کے ہمراہ اور بھی فرشتے تھے۔ آپ کو جگایا اور مسجد حرام کی طرف لے گئے۔ وہاں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم میں لیٹ گئے اور سو گئے۔ جبرئیل امین علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیر زم زم پر لے گئے اور لٹا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کو چاک کیا اور قلب مبارک کو نکال کر زم زم کے پانی سے دھویا اور ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ اس ایمان اور حکمت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بھر کر سینہ کو ٹھیک کر دیا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگائی گئی (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی حسی اور ظاہری علامت ہے)۔ بعد ازاں براق لایا گیا۔ براق ایک بہشتی جانور کا نام ہے جو خچر سے کچھ چھوٹا اور حمار (گدھے) سے کچھ بڑا، سفید رنگ، برق رفتار تھا جس کا ایک قدم منتہائے بصر پر پڑتا تھا۔ جب اس پر سوار ہوئے تو شوخی کرنے لگا۔ جبریل امین علیہ السلام نے کہا: اے براق یہ کیسی شوخی ہے، تیری

پشت پر آج تک حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ کوئی اللہ کا مکرم اور محترم بندہ سوار نہیں ہوا۔ براق شرم کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر روانہ ہوا۔ جبریل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام آپ کے ہمرکاب تھے۔ اس شان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے۔

اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جبریل امین علیہ السلام نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کیا اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف بنے یعنی آپ کے پیچھے براق پر سوار ہوئے۔ (دیکھو زرقانی و خصائص کبریٰ۔ باب المعراج)

شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستہ میں ایسی زمین پر گذر ہوا کہ جس میں کھجور کے درخت بکثرت تھے، جبریل امین علیہ السلام نے کہا یہاں اُتر کر نماز نفل پڑھ لیجئے۔ میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ جبریل امین علیہ السلام نے کہا: آپ کو معلوم بھی ہے کہ آپ نے کس جگہ نماز پڑھی۔ میں نے کہا مجھ کو معلوم نہیں۔ جبریل امین علیہ السلام نے کہا آپ نے یثرب یعنی مدینہ طیبہ میں نماز پڑھی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کریں گے۔ بعد ازاں روانہ ہوا اور ایک اور زمین پر پہنچے۔ جبریل امین علیہ السلام نے کہا یہاں بھی اتر کر نماز پڑھیئے، میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ جبریل امین علیہ السلام نے کہا آپ نے وادی سینا میں شجرۂ موسیٰ کے قریب نماز پڑھی جہاں حضرت حق جل شانہٗ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا۔ پھر ایک اور زمین پر گذر رہا۔ جبریل علیہ

السلام نے کہا اتر کر نماز پڑھیئے میں نے اتر کر نماز پڑھی، جبریل امین علیہ السلام نے کہا یہ مقام بیت اللحم ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اخرجه ابن ابی حاتم والبيهقی و صححه والبزار و الطبرانی عن شداد بن اوس۔واما قصة الصلاة بطور سيناء حيث كلم الله موسیٰ عليه السلام فقد اخرجها النسائی عن انس بن مالكؓ كما فی خصائص كبری ص ۱۵۳ ج ۱

نیز یہ تمام تفصیل زرقانی شرح مواہب کے ص ۳۹ ج ۶ پر مذکور ہے۔

عجائبات سفر

عجائب سفر اور عالم مثال کی بے مثال امثال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار جارہے تھے کہ راستے میں ایک بڑھیا پر گزر ہوا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آگے چلئے اور اس کی طرف التفات نہ کیجئے۔ آگے چل کر ایک بوڑھا نظر آیا۔ اس نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آگے چلئے، آگے چل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جماعت پر گزر ہوا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بایں الفاظ سلام کیا۔ السلام علیك یا اول۔ السلام علیك یا اخر۔ السلام علیك یا حاشر۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا: آپ ان کے سلام کا جواب دیجئے اور بعد ازاں بتلایا کہ وہ بوڑھی عورت جو راستہ کے کنارے پر کھڑی تھی وہ دنیا تھی۔ دنیا کی عمر اتنی ہی قلیل باقی رہ گئی ہے جتنی اس

****

عورت کی عمر باقی ہے اور وہ بوڑھا مرد شیطان تھا۔ دونوں کا مقصد آپ کو اپنی طرف مائل کرنا تھا اور وہ جماعت جنہوں نے آپ کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام پر گزرا، دیکھا کہ قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔

اور ابن عباس کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام، دجال اور خازن نار یعنی داروغہ جہنم کو دیکھا جس کا نام مالک ہے۔ اخرجه الشيخان عن ابن عباس ولينظر هل كانت هذه الروية فی الارض اوفی السماء والله اعلم۔

نیز راستہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو ان ناخنوں سے چھیلتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین علیہ السلام سے دریافت کیا تو یہ فرمایا کہ یہ لوگ وہ ہیں کہ جو آدمیوں کا گوشت کھاتے ہیں۔ یعنی انکی غیبت کرتے ہیں اور ان کی آبرو پر حرف گیری کرتے ہیں۔ (اخرجه احمد و ابو داؤد عن انس)

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نہر میں تیر رہا ہے اور پتھر کو لقمہ بنا بنا کر کھا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا، تو یہ جواب دیا کہ یہ سودخور ہے۔ (اخرجه ابن مردوديه عن سمرة بن جندب)

****

مت پوچھ اِن خرقہ پوشوں کی ......(قسط نمبر ۳۲)

از: مولانا مفتی سید محمد اسحاق نازکی قاسمی صاحب

(۲) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ [بانی اعظم دارالعلوم دیوبند سر بلند]

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جن راہوں سے لیلیٰ کبھی گزری تھی مجنون ان راہوں پر سر کے بل چلتا تھا، جن پتھروں اور دیواروں سے اس کا ہاتھ کبھی لگا تھا تو مجنون ان پتھروں اور دیواروں کو چومتا تھا۔

یہ حال ہے عشق مزاجی کا جو فانی، مادی اور وقتی ہے، جس میں وفا اور قرار نہیں ہے بلکہ جو سراسر دغا ہے۔ سراب ہے ریگستان میں بہتا دریا۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ آنکھیں جو بند ہوئیں تو خواب وخیال۔ جب تک جوانی تھی تو دیوانی تھی یا دیوانہ تھا جنون تھا پھر وہ اِدھر اور وہ اُدھر کو ہولیا۔ جو شکل بگڑی تو منہ پھر لیا بوجہ عمر رسیدگی سب ٹھنڈا پڑ گیا جو باتوں باتوں میں بات بگڑی تو نفرت کی آہنی دیواریں حائل ہوئیں۔ استغفر اللہ العظیم۔

برخلاف عشق حقیقی کے جو ایک ولی صفت بندے کو حضرت اللہ جل مجدہٗ کے ساتھ اور مومن امتی کو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا ہے، سبحان اللہ، ماشاء اللہ۔ جو لافانی ہے عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ راسخ اور پختہ ہوجاتا ہے یہاں نگاہِ بصیرت کام کرتی ہے جو حقائق کا ادراک کرتی ہے اس عشق میں سراسر وفا ہے اس راہ کا راہی منزل کو پا ہی لیتا ہے۔ یہاں مایوسی نہیں چنانچہ یہاں اگر محبوبانہ

****

عتاب ہوتا ہے تو یہ عشق ومحبت میں مہمیز کا باعث بنتا ہے۔ ع

عشق است و ہزار بدگمانیاں!

جب ہم حضرت نانوتویؒ کے اس عشق حقیقی کی حسین داستان کو پڑھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ گنبد خضریٰ کے سبز رنگ ہونے کی نسبت سے ساری زندگی سبز رنگ کی جوتی کو پہننا ہرگز گوارا نہیں فرمایا۔ مدینہ منورہ (زید شرافتہً) سے دور باہر جوتے اتارے اس نیت سے کہ تیرہ سو سال پہلے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان راہوں سے چلے ہیں وہاں جوتا پہن کر جانا کتاب عشق میں بے ادبی ہے جو کسی صورت میں انہیں برداشت نہیں ہے۔ ان راہوں کے کانٹوں اور وہاں کے نوکیلے سنگریزوں کو وہ پھول سمجھتے تھے۔

جب انگریز فوج کی طرف سے پکڑ دھکڑ ہوئی تو حفاظت جان کی غرض سے صرف تین روز روپوش رہے جب بتایا گیا کہ ابھی خطرہ ہے تو فرمایا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار کے ساتھ تین روز تک روپوش رہے میں نے اسی نیت سے اس سنت پر عمل کیا۔ پھر بھی راہ عشق ووفا کا یہ راہی گستاخ ہی ٹھہرا۔ (العیاذ باللہ)

''قصائد قاسمی'' نامی کتاب میں جو غالباً ۱۵۱ اشعار کو محیط ہے عشق ووفا کا اظہار کیسے کیا ہے صرف اک قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:۔

امیدیں لاکھ ہوں لیکن بڑی امید یہ ہے
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار

****

جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب میرے
کہ میں ہوں اور سگان حرم کی تیرے قطار
اڑا کے باد مری مشتِ خاک کو پس مرگ
کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار
ولے یہ مرتبہ کہاں مشت خاک قاسم کا
کہ جائے کوچہ اطہر میں تیرے بن کے غبار

(ص۹)

لہذا اگر رومانی افسانوں میں بنو عامر کے مجنون کی حسین ورنگیں کہانیاں زبان زدخواص وعوام ہیں تو حضرت نانوتویؒ اور اسی طرح ہمارے تمام اسلافؒ مدینہ طیبہ (زیدشرافۃً) کی مبارک گلیوں کے ذرات پہ قربان تھے۔ اگر وہ مجنون عشق لیلیٰ میں مجبور تھا تو یہ حضرات عشق الٰہی ومحبت نبوی میں بے چین وبے قرار تھے۔ اگر وہ جنونی لیلیٰ کی اداؤں پر فریفتہ تھا تو ہمارے یہ اسلاف اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کے شیدائی تھے اگر وہ مجنون لیلیٰ کی دام محبت میں گرفتار تھا تو ہمارے یہ حضرات محض زمان ومکان کی نبوی نسبت پر قربان تھے۔

کہاں عشق مجازی کی داستان بربادی
اور کہاں عشق حقیقی کی حسین لالہ زاری
کہاں وہ جس میں جفا ہی جفا ہے
اور کہاں یہ جس میں وفا ہی وفا ہے

(......**جاری**......)

****

ضروری معلومات

از: مفتی اعجاز احمد بٹ رحیمی خادم دارالافتاء والارشاد دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ

دور حاضر میں جہاں ایک طرف بہت ہی حد تک شریعت اوراحکام شریعت سے دوری اور غفلت بڑھتی جارہی ہے وہیں پر ایک امید افزاء حقیقت یہ بھی ہے کہ بعض خوش نصیب حضرات کو دین پر چلنے کا اتنا شوق وذوق ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں اتباع سنت سے ہٹنا پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ صحیح اور محتاط صورت انہیں معلوم ہو۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ادارہ النور مناسب سمجھتا ہے کہ ہر ماہ نصاب زکوۃ، مقدار اقل مہر، مقدار مہر فاطمی کی موجودہ ریٹ کے مطابق وضاحت کردی جایا کرے۔ تا کہ نکاح میں مہر فاطمی کی مقدار اور صاحب نصاب وغیر صاحب نصاب کی تعیین میں سہولت ہوسکے۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ جس ریٹ سے ہم نے حساب لگایا ہو اس کی صراحت بھی کردیں۔ تا کہ اگر کہیں ریٹ میں فرق پایا جائے تو آسانی سے اس کی بھی رعایت رکھی جاسکے۔ عمل دشوار نہ ہو۔

زکوۃ کا مقدار نصاب

چاندی:۔ عہد نبوی ﷺ کے رائج پیمانوں کے مطابق دوسو (۲۰۰) درہم
بعد کے رائج پیمانوں کے مطابق ساڑھے باون تولہ چاندی۔
موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۶۱۲ء۳۶۰) چھ سو بارہ گرام تین سو ساٹھ ملی گرام
قیمت در سرینگر، ۱۸/ جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق 11/ جنوری 2023ء
کل رقم Rs 42,872 .00 (بیالیس ہزار آٹھ سو بہتر روپے)

سونا:۔ عہد نبوی ﷺ کے پیمانوں کے مطابق بیس مثقال
بعد کے رائج پیمانوں کے مطابق ساڑھے سات تولہ
موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۸۷ء۴۸۰) ستاسی گرام چار سو اسی ملی گرام)
قیمت در سرینگر، ۱۸/ جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق 11/ جنوری 2023ء
کل رقم Rs 4,11,226.00 (چار لاکھ گیارہ ہزار دو سو چھبیس روپے)

****

مقدار مہر فاطمی:۔

(۱,۵۳۰ء۹۰۰) ایک کلو پانچ سوتیس گرام، نو سو ملی گرام چاندی

احتیاطاً (۱,۵۳۱) ایک کلو پانچ سو اکتیس گرام

قیمت در سرینگر، ۱۸/ جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق 11/ جنوری 2023ء

کل رقم 00. Rs1,07,170 (ایک لاکھ سات ہزار ایک سو ستر روپے)

مقدار صدقہ فطر:۔

عہد نبوی ﷺ کے پیمانوں کے مطابق نصف صاع گیہوں یا گیہوں کا آٹا۔

موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۱,۵۷۴ء۶۴۰) ایک کلو پانچ سو چوہتر گرام چھ سو چالیس ملی گرام۔ احتیاطاً: (۱,۷۵۰) ایک کلو سات سو پچاس گرام گندم یا اس کا آٹا یا اس کی قیمت۔

قیمت در بانڈی پورہ، ۱۸/ جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق 11/ جنوری 2023ء

یہاں گیہوں کے آٹے کی قیمت فی کلو 38 روپے ہے اسی وزن کے حساب سے 66.50 روپے بنتے ہیں۔ احتیاطً **67** روپے دیئے جاسکتے ہیں۔

قسم کا کفارہ:۔

اگر قسم کھا کر توڑ دے تو شریعت نے دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا ان کو کپڑا دینے کا حکم دیا ہے۔ دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو نصف صاع گیہوں یا اس کا آٹا اگر دیدیا جائے تو قسم کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

رائج اوزان کے مطابق نصف صاع (۱,۵۷۴ء۶۴۰) ایک کلو پانچ سو چوہتر گرام چھ سو چالیس ملی گرام بنتے ہیں یہ احتیاطاً اور وزن وحساب کی سہولت کے لیے (۱,۷۵۰) ایک کلو سات سو پچاس گرام رکھا گیا ہے۔ اس طرح سے دس نصف صاع کی مقدار سترہ کلو پانچسو گرام ہوتی ہے۔

قیمت در بانڈی پورہ مورخہ ۱۸/ جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق 11/ جنوری 2023ء گیہوں کے آٹے کا عمومی بازار میں ریٹ فی کلو 38 روپے ہے۔ اسطرح مقدار کفارہ **665** روپے بنتی ہے۔

****

اخبارِ دار العلوم

مولانا فیاض احمد صاحب

استاد دار العلوم رحیمیہ

جنوری کا مہینہ سردی کی شدت کا رہتا ہے، اس سال اس مہینے میں وقفہ وقفہ سے برف باری ہوتی رہی۔ اگرچہ یہ برف باری زیادہ تر اونچائی والے علاقوں میں ہوئی نسبتاً میدانی علاقوں میں کم ہوئی لیکن اس کے نتیجے میں چلنے والی ٹھنڈی ہواؤں کی بنا پر کافی سردی بڑھی۔ بعض راتیں کافی شدید سرد تھیں۔ اور ان میں درجہ حرارت صفر سے بھی نیچے رہا، تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دار العلوم رحیمیہ کے شعبہ حفظ، ناظرہ، تجوید وقرأت اور عربی وتکمیلات کے علاوہ مکاتب میں بھی تعلیم بلا کسی ناغہ کے جاری رہی۔ یہ مہینہ جمادی الثانی کا تھا اور اس میں نصاب کی تکمیل کا فکر ہوتا ہے۔ اس لئے تعلیمی سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری رہا، حالانکہ سردی کی شدت کی وجہ سے بسا اوقات انتظامات ناقص پڑ جاتے ہیں تاہم مدرسہ نے انتظامات کے اہتمام میں کوئی کمی نہیں رکھی۔ اللہ تعالیٰ ذمہ داران اور معاونین کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس طرح سے امید ہے کہ تعلیمی سال عافیت سے تکمیل پذیر ہوگا۔

تاہم اس موسم میں دیگر تعمیرات کے کام اگرچہ موقوف رکھے گئے لیکن لائبریری (کتب خانہ) کی چھت پر ٹین لگانے کا کام تکمیل کو پہنچ گیا۔ مدرسۃ البنات میں بھی دوسری منزل کی سلیب تکمیل کو پہنچ گئی۔ فالحمد لله على ذالك۔ اس اعتبار سے سردیوں کی شدت کے باوجود یہ کام نصرت خداوندی اور اس کی عنایت کا مظہر ہے۔

قارئین گرامی جانتے ہیں کہ اس زمانے میں چیزوں کی قیمتیں دوگنی سے زیادہ ہو چکی ہیں۔ اس لئے معمولی تعمیری کام میں بھی اخراجات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

****

دعاؤں اور توجہات سے تعاون فرمائیں۔

اسفار حضرت ناظم صاحب

اس مہینے میں پہلے سے طے شدہ نظام کے تحت حضرت ناظم صاحب کے کافی زیادہ اسفار رہے۔ اخیر نومبر میں کیرلا کے علاقہ ٹریونڈرم، کائم کولم اور کوچین کے اسفار کے بعد دارالعلوم دیوبند کی مجلس عاملہ میں شرکت کے لئے سفر ہوا۔ جبکہ یکم دسمبر بروز جمعرات ملک کے کل ہند اجلاس رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ میں مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں شرکت ہوئی۔ ۳/دسمبر کو حرمین شریفین کی زیارت نصیب ہوئی۔ وہاں پر دو ہفتہ سے زائد قیام کے بعد دسمبر کے اخیر میں وسط امریکہ کے علاقہ ویسٹ انڈیز کے ممالک پاناما، ٹرینیڈاڈ اور باربے ڈوس جزائر میں مختلف مساجد اور مدارس میں منعقدہ مجالس میں شرکت کی، واپسی کے بعد دس جنوری کو اصلاح البنات بنگلور میں پورے ملک کی شاخوں کے اجتماع میں شرکت ہوئی۔

اسی دوران مورخہ ۱۹/جنوری بروز جمعرات کشمیر کے قدیم ترین بزرگ عالم دین حضرت مولانا مفتی عبدالغنی ازھری صاحب کا سہارنپور یوپی بادشاہی باغ میں انتقال ہوا۔ دارالعلوم رحیمیہ اور یہاں کے ناظم صاحب سے ان کا بہت ہی قدیم تعلق تھا۔ اس لئے ناظم صاحب سہارنپور بادشاہی باغ تشریف لے گئے۔ وہاں ان کے پسماندگان سے تعزیت مسنونہ کی۔

اسی روز شام کو سہارنپور سے بذریعہ شالیمار ایکسپریس وہاں سے واپس تشریف لائے۔ واپسی پر جموں میں صوبائی رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی اور ۲۲/جنوری کو واپس مدرسہ پہنچ گئے۔ اس طرح سے اس مہینہ کا اکثر حصہ اسفار میں گذرا تاہم درمیان میں واپس تشریف لاکر مختلف تاریخوں میں دفاتر کے اہم کاموں کو انجام دیتے رہے۔

****

وفیات

مولانا فیاض احمد صاحب
استاد دارالعلوم رحیمیہ

۱۔ بزرگ عالم دین، دارالعلوم دیوبند کے قدیم فاضل، اکابر اسلاف سے فیض یافتہ، متعدد مدارس کے بانی وسرپرست، شعبہ عربی کشمیر یونیورسٹی کے سابق ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ، جمعیت علماء اسلام جموں وکشمیر کے سابق سرپرست، امیر شریعت جموں وکشمیر اور بے شمار متعلقین کے پیرومرشد حضرت مولانا مفتی عبدالغنی ازھری بادشاہی باغ سہارنپور یوپی میں انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب پانڈور خادم خاص حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ افریقی کے برادر کبیر محمود بھائی کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے دونوں فرزند عالم دین بانی جامعہ ہتھورہ باندہ حضرت قاری سید صدیق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

۳۔ حضرت مولانا مفتی محمد قاسم صاحب استاد حدیث وفقہ مدرسہ جامعہ اسلامیہ مفتاح العلوم جلال آباد یوپی کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۴۔ مولانا محمد ایوب ساکن تیوڑہ مظفرنگر مہتمم مدرسہ بھوپہ، سابق مہتمم مدرسہ بحرالعلوم کشنپور مظفرنگر کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مدرسہ شمس العلوم ٹنڈھیرہ کے نہایت ذی استعداد اور ذہین طلبہ میں شمار ہوتے تھے۔ زمانہ طالب علمی میں بہت شفقت کرتے تھے، وہ شرح جامی کے درجہ میں تھے جو مدرسہ کی سب سے بڑی جماعت تھی اور ہم درجہ ناظرہ میں تھے، یہ سن انیس سو ستر اکہتر کا سال تھا۔ ان کے ہم درس مولانا محمد ایوب سکندر پوری موجودہ نائب ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند اور مولانا شرافت علی نیز مولانا محمد یامین شیخ الحدیث خادم الاسلام ہاپوڑ تھے۔ یہ پوری جماعت بہت ممتاز تھی۔

****

۵۔ مولانا خورشید انور ندوی رکن مجلس عاملہ دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ، صدر مرکزی اوقاف بانڈی پورہ کے چاچا جان پیر غلام احمد صاحب کا انتقال ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۶۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ کے نامور خلیفہ اور دارالعلوم المدنیہ بفیلو امریکہ کے بانی مولانا ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن حال کینیڈا کا انتقال ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان تمام مرحومین نیز دیگر متعلقین وجمیع امت مسلمہ کے لئے
ایصال ثواب کرایا گیا۔قارئین بھی دعائے مغفرت کریں۔

حضرت مولانا مفتی عبدالغنی الازہری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کا اظہار تعزیت

مورخہ ۲۸ر جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۱ر جنوری ۲۰۲۳ء بروز سنیچر جموں میں رابطہ مدارس دارالعلوم دیوبند شاخ جموں وکشمیر کی مجلس عاملہ اور ضلعی صدور کا اجلاس زیر صدارت صدر رابطہ حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صاحب قاسمی منعقد ہوا۔ اجلاس میں تمام اضلاع کے ذمہ داران نے شرکت کر کے اپنے تعزیتی کلمات سے مولانا مفتی عبدالغنی الازہری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کیا اور ان کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی گئی۔مجلس میں تمام اضلاع کے ممبران مجلس اور صدور کے علاوہ معاون نائب صدر صوبہ جموں حضرت مولانا سعید احمد حبیب صاحب اور معاون ناظم عمومی صوبہ جموں مولانا مفتی محمد عنایت اللہ قاسمی صاحب شریک ہوئے۔صدر رابطہ کی دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔اجلاس میں شرکاء نے حضرت مولانا مفتی عبدالغنی ازہری صاحب کی خدمات کو سراہا اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے کا عزم کیا۔رابطہ مدارس مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔

****

دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

صدقہ جاریہ میں حصہ لینے کا سنہرا موقعہ دوبارہ میسر
زمین کی خریداری یا مدرسۃ البنات کی تعمیر میں حصہ لے سکتے ہیں

دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ نے بچیوں کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے جو مدرسہ شروع کیا ہے، اس میں تعمیر کا کام جاری ہے۔ایک کمرہ بنانے کی لاگت تقریباً پانچ لاکھ روپے ہے اور ایک بچی کی جگہ کا حصہ تعمیر کرنے کا خرچہ مبلغ چالیس ہزار روپے ہے۔

جو حضرات اپنے لئے یا اپنے والدین یا دیگر مرحومین کے لئے اس تعمیر میں بطور صدقۂ جاریہ حصہ لینا چاہیں وہ اب مدرسۃ البات کے لئے الگ مستقل کھل چکے درج ذیل اکاؤنٹ میں اپنی رقم جمع کر سکتے ہیں:

کرنٹ اکاؤنٹ جموں وکشمیر بنک: 0727010100000200

اسی طرح سے زمین کے ایک مرلے کی قیمت تقریباً ایک لاکھ دس ہزار روپے ہے۔نصف مرلہ پچپن ہزار روپے (55000) اور چوتھائی مرلہ ساڑھے ستائیس ہزار روپے (27500) میں خرید کر اس کو اپنے لئے یا اپنے والدین کے لئے صدقۂ جاریہ بنا سکتے ہیں۔اس مقصد کے لئے پہلے سے موجود صدقۂ جاریہ کے نام سے دارالعلوم رحیمیہ کے کرنٹ اکاؤنٹ جے کے بنک بانڈی پورہ کشمیر 0061010100001532 میں اپنی رقم جمع کر سکتے ہیں۔

نوٹ: خواہشمند حضرات بصورت جنس ریت، باجری، لوہا، سیمنٹ وغیرہ بھی دے سکتے ہیں مگر اس کے لئے مقدار، سائز اور قسم کی تفصیل یہاں سے معلوم کریں۔

مدرسۃ البنات میں تعلیم حاصل کرنے والی بچیوں کے لئے دیگر رقوم (صدقہ، زکوۃ، خیرات وغیرہ) پہلے سے جاری کرنٹ اکاونٹ جموں وکشمیر بنک 0727010100000084 میں جمع فرمائیں۔

مزید ضرورت

قارئین گرامی کو معلوم ہوگا کہ مدرسوں میں تعلیمی سال شوال المکرّم میں شروع ہوتے ہیں اور رجب، شعبان میں سال مکمل ہوتا ہے، اس لئے ان مہینوں میں پہنچتے پہنچتے اخراجات کے لئے رقم کم ہی موجود ہوتی ہے، اس وقت خرچہ کی ضرورت محسوس ہورہی ہے کیونکہ مدرسہ کافی مقروض ہوگیا ہے۔اس لئے دارالعلوم رحیمیہ کے مندرجہ ذیل مدات میں تعاون فرمائیں۔

زکوۃ: کرنٹ اکاونٹ دارالعلوم رحیمیہ جے کے بنک بانڈی پورہ کشمیر 0061010100000321

امداد: سیونگ اکاونٹ دارالعلوم رحیمیہ جے کے بنک نشاط پارک بانڈی پورہ کشمیر 0727040100000386

****